توحید

المستوى: الثالث | 3 | درجہ: سوم

إعداد: قسم التعليم ○ تیار کردہ: شعبۂ تعلیم

ترجمة وترجمانی: أبو فيصل سميع الله رحمہ اللہ

تحت إشراف

زیر نگرانی

المكتب التعاوني للدعوة وتوعية الجاليات بالربوة

ISLAMIC PROPAGATION OFFICE IN RABWAH

P.O.BOX 29465 ARRIYADH 11457

TEL 4454900 – 4916065 FAX 4970126

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الشِّرْك

شرک

شرک کی تعریف: کسی کو اللہ تعالی کی ربوبیت اور اس کی الوہیت میں شریک بنانا۔

شرک زیادہ تر کس توحید میں واقع ہوتا ہے؟ توحید اُلوہیت میں شرک کا وقوع زیادہ تر ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ اللہ تعالی کے ساتھ غیر اللہ کو پکارا جاتا ہے، یا غیر اللہ کے لئے عبادت کی قسموں میں سے بعض قسمیں- جیسے ذبح کرنا، نذر ماننا، خوف کھانا، رجا یعنی امید رکھنا، محبت کرنا وغیرہ- بجالائی جاتی ہیں۔

مندرجہ ذیل اسباب ووجوہات کی بناپر شرک تمام گناہوں میں سب سے عظیم ترین گناہ ہے:

❶ پہلا سبب یہ ہے کہ شرک سے حقیقت میں خصائص الوہیت کے اندر خالق سے مخلوق کی تشبیہ لازم آتی ہے، لہذا جس کسی نے کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کیا تو حقیقت میں اس نے اس چیز کو اللہ کے مشابہ ٹھہرایا، اور یہ سب سے بڑا ظلم ہے. فرمان رب ہے:

﴿إِنَّ ٱلشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيمٞ﴾ [لقمان: ١٣]

"بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔"

اور ظلم کہتے ہیں کسی چیز کو اس کی اپنی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ میں رکھنا، پس جس نے غیر اللہ کی عبادت کی تو حقیقت میں اس نے عبادت کو اس کی اپنی حقیقی جگہ سے ہٹا کر دوسری غیر حقیقی جگہ میں رکھ دی، اس طرح اس نے اسے غیر حقدار کی طرف پھیر دیا، اور یہ سب سے بھاری ظلم ہے۔

❷ دوسرا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے خبر دی ہے کہ جس نے شرک سے دنیا میں توبہ نہیں کی، اسے اللہ تعالی نہیں بخشے گا، فرمان الٰہی ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ﴾[النساء: ٤٨]

’’یقیناًاللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتااور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔‘‘

❸ تیسرا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے خبر دی ہے کہ اس نے جنت کو مشرک پر حرام کر دیا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ نار جہنم میں رہے گا، فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّهُۥ مَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدۡ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِ ٱلۡجَنَّةَ وَمَأۡوَىٰهُ ٱلنَّارُۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنۡ أَنصَارٖ﴾[المائدة: ٧٢]

’’یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالی نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے، اور گنا ہگاروں کی مدد کرنیوالا کوئی نہیں ہوگا۔‘‘

❹ چوتھا سبب یہ ہے کہ شرک تمام نیک اعمال کو مٹادیتا ہے، فرمان رب ذوالجلال ہے:

﴿ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهۡدِي بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنۡ عِبَادِهِۦۚ وَلَوۡ أَشۡرَكُواْ لَحَبِطَ عَنۡهُم مَّا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ﴾ [الأنعام:٨٨]

’’اللہ کی ہدایت، وہ یہی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور اگر (فرضا) یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔‘‘

دوسرے مقام پر اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدۡ أُوحِيَ إِلَيۡكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكَ لَئِنۡ أَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ﴾ [الزمر: ٦٥]

’’یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔‘‘

❺ پانچواں سبب یہ ہے کہ مشرک کا خون بہانا اور اس کا مال مسلمانوں کیلئے حلال ہے، فرمان رب العالمین ہے:

﴿فَٱقۡتُلُواْ ٱلۡمُشۡرِكِينَ حَيۡثُ وَجَدتُّمُوهُمۡ وَخُذُوهُمۡ وَٱحۡصُرُوهُمۡ وَٱقۡعُدُواْ لَهُمۡ كُلَّ مَرۡصَدٖ﴾ [التوبة: ٥]

''مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، انہیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرلو، اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو۔''

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلاَّ بِحَقِّهَا». [متفق عليه]

''میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ لوگ لاالہ الااللہ کے قائل ہو جائیں، پس جب لوگ اس کلمہ کے قائل ہو جائیں گے تو وہ اپنے خون اور اپنی جائداد کو مجھ سے بچالیں گے، ہاں اب اس کلمہ کا جو حق ہے وہ ان پر باقی رہے گا۔''[بخاری و مسلم]

❻ چھٹا سبب یہ ہے کہ شرک تمام بڑے گناہوں میں سب سے بڑھ کر عظیم ترین گناہ ہے، فرمان رسول أکرم ﷺ ہے:

«أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟» قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ...» [متفق عليه]

''کیا میں تمہیں تمام بڑے بڑے گناہوں میں سے بھی سب سے بڑے گناہ کے بارے میں بتلا نہ دوں؟''سب نے کہا: ہاں کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! ضرور بتلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا:''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور والدین کی نا فرمانی...''[بخاری و مسلم]

پس شرک تمام ظلموں میں سب سے بڑا ظلم ہے، اور توحید تمام عدلوں میں سب سے بڑا عدل ہے، لہذا جس چیز کے اندر اس مقصودِ عظیم یعنی "توحید" سے جتنی زیادہ منافات اور مخالفت ہو گی (یعنی توحید سے اس کا ٹکراؤ جس قدر ہو گا) وہ چیز اُتنی ہی بڑی کبیرہ گناہ شمار ہو گی......

سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے فرمایا: "سو جب شرک بذاتِ خود اس مقصود یعنی توحید کے سراسر مخالف اور

منافی ہے تو وہ یہی مطلقا تمام کبیرہ گناہوں میں سے سب سے عظیم تر گناہ ٹھہرا، اور اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو ہر مشرک پر حرام کر دیا، اور توحید پرستوں کے لئے اس کا خون، مال اور اس کے اہل وعیال کو مباح کر دیا ہے، نیز اللہ واحد کے لئے حقِ عبودیت نہ ادا کرنے کی وجہ سے اہل توحید کے لئے یہ بھی مباح کر دیا کہ انہیں وہ اپنا غلام اور عَبید بنا لیں، اور اللہ نے کسی مشرک کا کوئی عمل قبول کرنے، یا اس کے سلسلے میں کوئی شفاعت قبول کرنے، یا آخرت میں اس کی کوئی فریاد پر جواب دینے یا اس دن اس کی کسی امید کو شرف قبولیت عطا کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔

کیوں کہ مشرک نے اللہ کے ساتھ نہایت بدترین جہالت کا ثبوت پیش کیا، اور وہ اس طرح کہ اسی کی مخلوق میں سے اس کا "العیاذ باللہ" شریک ٹھہرایا، یہ انتہا درجہ کی جہالت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ نیز یہ اللہ کے ساتھ پرلے درجہ کا ظلم بھی ہے، گو کہ امر واقع میں وہ یعنی مشرک اپنے رب پر ظلم نہیں کیا ہے بلکہ اس نے خود اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔

❼ شرک حقیقت میں ایسا نقص اور عیب ہے جس سے رب کی ذات منزہ اور پاک ہے، چنانچہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا، اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی چیز ثابت کی جس سے اس کی ذات منزہ اور مبرا ہے، اور فی الواقع یہ چیز اللہ کے ساتھ انتہا درجہ کی دشمنی، معاندت اور مخالفت ہے۔

شرک کی قسمیں

شرک کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

شرک اکبر: ملت یعنی دین اسلام سے آدمی کو خارج کر دیتا ہے اور اگر شرک کرنیوالے نے شرک سے توبہ نہیں کی اور حالت شرک ہی میں مر گیا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نار جہنم میں رہے گا۔ عبادت کی انواع واقسام میں سے کسی بھی قسم کو غیر اللہ کی طرف پھیر دینے کو شرک اکبر کہتے ہیں، جیسے غیر اللہ کو پکارنا، ان کے نام پر ذبیحہ پیش کر کے ان کا تقرب حاصل کرنا، اور ان کے نام پر نذریں ماننا وغیرہ، جیسا کہ صاحب قبر جن اور شیاطین کے ناموں پر لوگ کیا کرتے ہیں، اور اسی طریقہ سے مردوں، جنوں اور شیطانوں سے خوف کھانا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اُسے تکلیف اور ضرر پہنچائیں یا

مُہلک بیماریوں وغیرہ میں مبتلا کردیں۔

نیز اسی طریقہ سے اپنی مرادوں اور حاجتوں میں کامیابی، اور مصیبتوں اور بلاؤں سے نجات اور چھٹکارے کے لئے غیر اللہ سے امیدیں باندھ رکھنا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان سب پر صرف اور صرف اللہ عزوجل ہی کی ذات قادر مطلق ہے اور بس۔صد آفسوس کہ آج کل یہ مشرکانہ رسوم، اولیاء اور صالحین کی قبروں پر بنے قبوں اور ڈھانچوں پر بشکل عام پائے جاتے ہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ وَيَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمۡ وَلَا يَنفَعُهُمۡ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِۚ ﴾ [يونس: ١٨]

''اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔''

دوسری قسم:

شرک اصغر: یہ ملت یعنی دین اسلام سے خارج نہیں کرتا ہے مگر توحید میں نقص پیدا کردیتا ہے، نیز شرک اکبر کے لئے وسیلہ بن جاتا ہے؛اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

شرک ظاہر: اس کا تعلق الفاظ اور افعال سے ہوتا ہے، الفاظ کی مثالیں: جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا، فرمان نبی کریم ﷺ ہے:

«مَنْ حلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كفرَ أَوْ أَشْرَكَ» [رواه الترمذي]

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تحقیق کہ اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔''[ترمذی]

اور اس طرح کہنا:مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ یعنی جو اللہ نے چاہا اور تم نے چاہا، کیوں کہ ایک مرتبہ ایک صحابی نے رسول اکرم ﷺ سے کہا:مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ یعنی جو اللہ نے چاہا اور تم نے چاہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَجَعَلْتَنِي لِلَّهِ نِدًّا؟ قُلْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ». [رواه النسائي]

”کیا تونے مجھے اللہ تعالی کا شریک بنادیا؟ بلکہ تم یہ کہو: صرف تنہا اللہ تعالی جو چاہے۔“

اور یہ کہنا: لَوْ لاَ اللَّهُ وَفُلاَنٌ یعنی اگر اللہ نہ ہوتا اور فلاں نہ ہوتا، بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ یوں کہا جائے: مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ فُلاَنٌ یعنی اللہ جو چاہے پھر فلاں جو چاہے، اور لَوْ لاَ اللَّهُ ثُمَّ فُلاَنٌ یعنی اگر اللہ نہ ہوتا پھر فلاں نہ ہوتا، اس لئے کہ لفظ ثُمَّ بمعنی پھر تراخی یعنی دیر اور تاخیر کے ساتھ ترتیب کا فائدہ دیتا ہے یعنی بندہ کی مشیئت کو اللہ کی مشیئت کے تابع کر دیتا ہے، جیسا کہ فرمان رب ہے:

﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ [التكوير: ٢٩]

”اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔“

اور جہاں تک "واو" کی بات ہے تو یہ صرف جمع اور اشتراک یعنی کسی چیز میں برابر شامل ہونے کے لئے ہوتا ہے، اس سے ترتیب اور تعقیب مقصود نہیں ہوتا ہے۔

نیز اس طرح کہنا مَا لِي إِلاَّ اللَّهُ وَأَنْتَ یعنی میرے لئے سوائے اللہ کے اور تمہارے کوئی نہیں ہے، اور یہ کہنا هَذَا مِنْ بَرَكَاتِ اللَّهِ وَبَرَكَاتِكَ یعنی یہ اللہ کی برکت ہے اور تمہاری برکت ہے، بھی شرک ظاہر میں شامل ہے۔

افعال کی مثالیں: جیسے کہ کسی بلا سے نجات کیلئے یا کسی شر سے بچنے کیلئے کوئی مخصوص قسم کا دھاگا، پٹی یا حلقہ کا پہننا، یا نظر بد وغیرہ سے ڈرتے ہوئے تعویذ، گنڈہ وغیرہ کا لٹکانا۔

اگر ایسا اعتقاد ہے کہ کسی بلا سے نجات کیلئے یا کسی شر سے محفوظ رہنے کیلئے یہ چیزیں اسباب وذرائع ہیں تو یہ شرک اصغر ہے، لیکن اگر یہ اعتقاد ہے کہ یہ خود ہی بلاؤں سے نجات دیتی ہیں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھتی ہیں تو پھر یہ شرک اکبر ہو جاتا ہے، کیوں کہ اس نے غیر اللہ سے اپنا عقیدہ جوڑ لیا یعنی اللہ کو چھوڑ کر مکمل اُس پر بھروسہ واعتماد کر بیٹھا۔

دوسری قسم:

شرک خَفِی: یعنی پوشیدہ شرک: یہ ارادوں اور نیتوں کے اندر ہوتا ہے - جیسے کہ رِیَاء یعنی دکھاوا اور سُمعَة یعنی طلب

شہرت اور ناموری وغیرہ۔ مثلاً کوئی ایسا عمل کرے جس سے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے لیکن اس سے اپنے لئے لوگوں کی مدح اور ستائش چاہتا ہو، جیسے کہ نماز کو بڑی خوبصورتی سے ادا کرے، یا صدقہ وخیرات کرے تا کہ اس کی تعریف اور خوبی بیان کی جائے، یا بآواز اذکار کرے، یا خوبصورت لب ولہجہ میں تلاوت قرآن کرے تا کہ جب لوگ اس کو سنیں تو اس پر اس کی مدح سرائی کریں اور داد تحسین دیں۔ اور "رِیَاء" جب عمل میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کو باطل کر دیتا ہے، فرمان رب ذوالجلال ہے:

﴿فَمَن كَانَ يَرْجُواْ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا﴾ [الكهف: ١١٠]

"تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اُسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔"

اور فرمان رسول اکرم ﷺ ہے:

«أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الأَصْغَرُ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الشِّرْكُ الأَصْغَرُ؟ قَالَ: «الرياء». [رواه أحمد والطبراني]

"سب سے بڑی خوف والی چیز جس کا مجھے تم پر ڈر ہے وہ ہے شرک اصغر۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ شرک اصغر کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: رِیَاء" یعنی نُمود ودکھاوا اور شہرت طلبی وغیرہ۔

نیز اسی زُمرہ سے اس عمل کا بھی تعلق ہے جو محض دنیوی طمع ولالچ کی خاطر کیا جائے جیسے کہ صرف مال ودولت ہی کے لئے حج کرنا، اذان دینا، یا نماز میں لوگوں کی امامت کرنا، یا علوم شرعیہ کا سیکھنا، یا جہاد کرنا وغیرہ، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيصَةِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيلَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ». [رواه البخاري]

"ہلاک وبرباد ہو دینار کا بندہ اور ہلاک وبرباد ہو درہم کا بندہ، ہلاک وبرباد ہو کپڑے اور دھاری دار چادر کا بندہ، ہلاک وبرباد ہو دیدہ زیب نقش ونگار والے چادر کا بندہ، اگر اسے دیا جائے تو خوش وخرم ہو جاتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض

ہو جاتا ہے۔"

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ارادوں اور نیتوں میں شرک کا ہونا یہ ایک ایسا سمندر ہے کہ جس کا ساحل نہیں ہے، اور بہت کم ہے جو اس شرک سے بچ پاتے ہیں، پس جس کا ارادہ اپنے عمل سے اللہ کی خوشی کے علاوہ کچھ ہے، اور اس کی نیت اللہ کی قربت اور نزدیکی کے علاوہ کسی اور چیز کی ہے جس سے اس عمل کا کوئی صلہ اور بدلہ چاہتا ہے تو وہ اپنی نیت اور ارادے میں شرک کر بیٹھتا ہے۔

اور اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام افعال میں اور اپنے تمام اقوال میں اور اپنے ارادے میں اور اپنی نیت میں کوئی بھی چیز اللہ کی رضا و خوشنودی ہی کے لئے کرے، اور اسی کو حنیفیت یعنی ملت ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں جس کا حکم اللہ تعالی نے اپنے تمام بندوں کو دیا ہے، لہذا جس بندہ کے عمل میں یہ چیز نہیں ہوگی اللہ تعالی اسے قبول نہیں فرمائے گا، اور یہی اخلاص اور للہیت حقیقت اسلام ہے، فرمان رب ذوالجلال ہے:

﴿ وَمَن يَبۡتَغِ غَيۡرَ ٱلۡإِسۡلَٰمِ دِينٗا فَلَن يُقۡبَلَ مِنۡهُ وَهُوَ فِي ٱلۡأٓخِرَةِ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ ﴾ [آل عمران: ٨٥]

"جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اِس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔"

یہی در حقیقت ملت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ واسلام ہے، سو جس نے اس سے اعراض کیا اور اس سے نفرت برتی وہ حقیقت میں سب سے بڑا عقل کا نکمہ اور بہت بڑا بیوقوف ہے۔[الجواب الکافی:١١٥]

شرک اکبر اور شرک اصغر کے درمیان فرق:

① شرک اکبر ملت یعنی دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے جبکہ شرک اصغر نہیں کرتا۔

② شرک اکبر اپنے کرنے والے کو ہمیشہ جہنم میں کر دیتا ہے جبکہ شرک اصغر اپنے کرنیوالے کو ہمیشہ جہنم میں نہیں کریگا اگر اس میں داخل ہوا تو۔

③ شرک اکبر تمام اعمال خیر کو رائگاں اور برباد کر دیتا ہے جبکہ شرک اصغر تمام اعمال کو برباد نہیں کرتا ہے بلکہ ریاء جس میں داخل ہو اُسی عمل کو برباد کرتا ہے اور وہ عمل جو صرف دنیا ہی کی خاطر کیا جائے وہ عمل برباد ہوتا ہے۔

④ شرک اکبر سے آدمی کا خون بہانا یعنی اس کا قتل کرنا اور اس کا مال و دولت مسلمان کیلئے مباح ہو جاتا ہے جبکہ شرک اصغر سے یہ دونوں چیزیں مباح نہیں ہوتی۔

کُفر

کُفر کی تعریف:

لغت میں کُفر کا معنی: ڈھانکنا اور چھپانا۔

شریعت کفر کا معنی: کفر ایمان کا ضد ہے، کیونکہ کفر دراصل اللہ اور اس کے رسولوں پر سرے سے ایمان نہ ہونے کو کہتے ہیں، خواہ اس کفر کے ساتھ ایمان میں کسی طرح کی تکذیب وانکار، یا شک وشبہ، یا اعراض وانحراف، یا کسی طرح کا حسد، یا تکبر وغرور، یا ایسی خواہشوں کی پیروی جو اِتباعِ رسالت سے روکتی ہے ہو یا نہ ہو یہ تمام چیزیں کفر میں داخل ہیں، البتہ کفر کے ساتھ تکذیب کرنیوالا عظیم ترین کفر کا مرتکب ہے، اسی طرح سے رسولوں کے صداقت سے یقین ہونے کے باوجود جو شخص حسد اور عناد کی بنا پر ان کی تکذیب وانکار کرے وہ بھی عظیم ترین کفر کے ضمن میں ہے۔

[مجموع الفتاوی لشیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۱۲/۳۳۵]

کفر کی قسمیں: کفر کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: کفرِ اکبر یعنی بڑا کفر، یہ آدمی کو ملت یعنی دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے، اور اس کی پانچ قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

كُفْرُ التَّكْذِيبِ: یعنی تکذیب وانکار کا کفر، اس پر دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان:

﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِٱلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُۥٓ ۚ أَلَيْسَ فِى جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَٰفِرِينَ ﴾ [العنکبوت: ٦٨]

''اور اُس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالی پر جھوٹ باندھے یا جب حق اس کے پاس آجائے وہ اُسے جھٹلائے، کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہ ہوگا۔''

دوسری قسم:

كُفْرُ الإِبَاءِ وَالاستِكبَارِ مَعَ التَّصْدِيقِ: یعنی تصدیق کے باوجود کبر وغرور اور ہٹ دھرمی کا کفر، اس پر

دلیل رب ذوالجلال کا یہ فرمان:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَٱسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ﴾ [البقرة: ٣٤]

"اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہو گیا۔"

تیسری قسم:

كُفْرُ الشَّكِّ وَهُوَ كُفْرُ الظَّنِّ: شک کا کفر یعنی ظن و گمان کا کفر، اس پر دلیل رب کائنات کا یہ فرمان:

﴿وَدَخَلَ جَنَّتَهُۥ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِۦ قَالَ مَآ أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِۦٓ أَبَدًا ﴿٣٥﴾ وَمَآ أَظُنُّ ٱلسَّاعَةَ قَآئِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّى لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ لَهُۥ صَاحِبُهُۥ وَهُوَ يُحَاوِرُهُۥٓ أَكَفَرْتَ بِٱلَّذِى خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّىٰكَ رَجُلًا ﴿٣٧﴾ لَّٰكِنَّا۠ هُوَ ٱللَّهُ رَبِّى وَلَآ أُشْرِكُ بِرَبِّىٓ أَحَدًا﴾ [الكهف: ٣٥-٣٨]

"اور یہ اپنے باغ میں گیا اور تھا بھی اپنی جان پر ظلم کرنے والا۔ کہنے لگا کہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ کسی وقت بھی یہ برباد ہو جائے. اور نہ میں قیامت کو قائم ہونے والی خیال کرتا ہوں اور اگر (بالفرض) میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو یقیناً میں (اس لوٹنے کی جگہ) اس سے بھی بہتر پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے اس سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ کیا تو اس (معبود) سے کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا؟ لیکن میں تو عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہی اللہ میرا پروردگار ہے میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں گا۔"

چوتھی قسم:

كُفْرُ الإِعْرَاضِ: یعنی منہ موڑ لینے کا کفر، اس پر دلیل رب کریم کا یہ فرمان:

﴿وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ عَمَّآ أُنذِرُواْ مُعۡرِضُونَ﴾ [الأحقاف: ٣]

''اور کافر لوگ جس چیز سے ڈرائے جاتے ہیں منہ موڑ لیتے ہیں۔''

پانچویں قسم:

كُفْرُ النِّفَاقِ: یعنی منافقت کا کفر: اس پر دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمۡ ءَامَنُواْ ثُمَّ كَفَرُواْ فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَفۡقَهُونَ﴾ [المنافقون: ٣]

''یہ اس سبب سے ہے کہ یہ ایمان لاکر کافر ہو گئے پس ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے، اب یہ نہیں سمجھتے۔''

کفر کی دوسری قسم: کفر اصغر یعنی چھوٹا کفر، یہ ملت یعنی دین اسلام سے خارج نہیں کرتا ہے، اور یہ عملی کفر بھی کہلاتا ہے، یعنی وہ ذُنُوبْ اور گناہ جنہیں کتاب وسنت میں کفر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، لیکن وہ کفر اکبر کے دائرہ میں نہیں آتے ہیں، جیسے وہ کفران نعمت جو اللہ تعالی کے اس قول میں مذکور ہے:

﴿وَضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلٗا قَرۡيَةٗ كَانَتۡ ءَامِنَةٗ مُّطۡمَئِنَّةٗ يَأۡتِيهَا رِزۡقُهَا رَغَدٗا مِّن كُلِّ مَكَانٖ فَكَفَرَتۡ بِأَنۡعُمِ ٱللَّهِ فَأَذَٰقَهَا ٱللَّهُ لِبَاسَ ٱلۡجُوعِ وَٱلۡخَوۡفِ بِمَا كَانُواْ يَصۡنَعُونَ﴾ [النحل: ١١٢]

''اللہ تعالی اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن واطمینان سے تھی، اس کی روزی اس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی، پھر اُس نے اللہ تعالی کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا جو ان کے کرتوتوں کا بدلہ تھا۔''

نبی کریم ﷺ کے فرامین کی روشنی میں کفر اصغر کی چند مثالیں:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ». [رواه البخاري ومسلم]

''مسلم کو گالی دینا فِسق ہے اور اُس سے جنگ وقتال کرنا کفر ہے۔''

نیز فرمایا:

«لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ». [رواه البخاري]

''تم میرے بعد کافر بن کر نہ پلٹ جانا کہ تم میں کا بعض، بعض کی گردنیں مارتا پھرے۔''

اور فرمایا:

«مَنْ حلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ» [رواه الترمذي]

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تحقیق کہ اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔'' [ترمذی]

سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے گناہ کبیرہ کے مرتکب کو مومن گردانا ہے، اس کا فرمان ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِى ٱلْقَتْلَى ﴾ [البقرة: ١٧٨]

''اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔''

اللہ تعالی نے قاتل کو اہل ایمان کے زُمرہ سے خارج نہیں کیا ہے، بلکہ اُسے قصاص لینے والے ولی کا بھائی شمار کیا ہے، فرمان رب ذواجلال ہے:

﴿فَمَنْ عُفِىَ لَهُۥ مِنْ أَخِيهِ شَىْءٌ فَٱتِّبَاعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَـٰنٍ ﴾ [البقرة: ١٧٨]

''ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے تو اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہئے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہئے۔''

اور اس آیت کریمہ میں اُخوت سے مراد بلاشک وشبہ دینی اُخوت ہے۔

دوسری جگہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا۟ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا﴾ [الحجرات: ٩]

''اور اگر مسلمان کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں میل ملاپ کرا دیا کرو۔''

اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالی نے اس کے بعد والی آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات: ١٠]

"یادرکھو سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو۔"

(شرح الطحاویۃ سے اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے، ص ٣٦١ ط المکتب الاسلامی)۔

کفر اکبر اور کفر اصغر کے درمیان باختصار مندرجہ ذیل فرق ہے:

① کفر اکبر ملت یعنی دین اسلام سے آدمی کو خارج کر دیتا ہے اور تمام اعمال خیر کو رائگاں اور برباد کر دیتا ہے۔ اور کُفر اصغر ملت سے خارج نہیں کرتا ہے اور نہ ہی اعمال کو رائگاں اور برباد کر دیتا ہے، البتہ اپنے کفر کی مقدار کے اعتبار سے ان میں نقص و کمی کر دیتا ہے، اور اس کا کرنے والا وعید و پھٹکار کا مستحق ہو جاتا ہے۔

② کفر اکبر اپنے فاعل کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں ڈال دیتا ہے، اور کُفر اصغر کا کرنے والا اگر نار جہنم میں ڈالا گیا تو ہمیشہ اس میں نہیں رہے گا، اور ممکن ہے کہ اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمالے تو اسے نار جہنم میں سرے سے ڈالے ہی نہ۔

③ کفر اکبر سے آدمی کا خون اور مال مسلمان کیلئے مباح ہو جاتا ہے، اور کُفر اصغر سے یہ دونوں چیزیں مباح نہیں ہوتی ہیں۔

④ کفر اکبر اپنے کرنیوالے اور مومن کے درمیان عداوت اور دشمنی کو قطعی واجب کر دیتا ہے، لہذا مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ایسے لوگوں سے محبت، دوستی یا تعلقات قائم کریں، خواہ وہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو، لیکن کُفر اصغر مومنوں سے تعلقات، محبت اور دوستی کو قطعی نہیں روکتا ہے، بلکہ کفر اصغر کرنیوالے میں جس قدر ایمان موجود ہے اس قدر اس سے محبت و بھائی چارگی اور تعلقات رکھے جائیں گے، اور جس قدر اس میں معاصی اور نافرمانی ہے اُسی قدر اس سے بغض اور دشمنی رکھی جائے گی۔

نفاق

نفاق کا شرعی معنی: اِسلام اور خیر کو ظاہر کرنا اور کفر و شر کو چھپانا۔

منافق کو اِس نام سے اس لئے موسوم کیا گیا کہ وہ شریعت اسلام میں ایک دروازے سے داخل ہوتا ہے اور پھر دوسرے دروازے سے نکل جاتا ہے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اِس قول کے ذریعہ متنبہ فرمایا ہے:

﴿إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ﴾ [التوبة: ٦٧]

"بیشک منافق ہی فاسق (یعنی شریعت سے نکل جانے والے) ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو کافروں سے بھی زیادہ بد بخت بتلایا ہے، فرمانِ رب ہے:

﴿إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ﴾ [النساء: ١٤٥]

"منافق تو یقینا جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے۔"

نیز فرمایا:

﴿إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَهُوَ خَٰدِعُهُمْ﴾ [النساء: ١٤٢]

"بے شک منافق اللہ سے چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اِس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝٩ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ ٱللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌۢ بِمَا كَانُوا۟ يَكْذِبُونَ﴾ [البقرة: ٩-١٠]

"وہ اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ ان کے دِلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھادیا اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

نفاق کی قسمیں: نفاق کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

نفاق اِعتقادی: یہی وہ نفاقِ اکبر ہے جس کا مرتکب اِسلام کو ظاہر کرتا ہے اور کفر کو اندر پوشیدہ رکھتا ہے۔ یہ قسم دینِ اسلام سے اس کے مرتکب کو بِالکل خارج کردیتی ہے۔ اور اسے جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ڈال دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس اعتقادی نفاق والے کی ساری صفات شر اور بدہی بتلایا ہے، جیسے: کفر، عدمِ ایمان (ایمان نہ ہونا) ایمان والوں کا اور دین کا مزاق اُڑانا، اور دینداروں کا ٹھٹھا اُڑانا اور ان پر کیچڑ اُچھالنا اور دل لگی کرنا، دین اور اسلام کے دُشمنوں سے مکمل رابطہ اور دوستی رکھنا، کیوں کہ یہ اسلام کی دشمنی میں ان اعداءِ اسلام کے شانہ بشانہ چلتے ہیں۔

ان منافقین کا وجود ہر زمانہ میں رہا ہے، خاص کر جب اسلام کی قوت کا غلبہ ہوتا ہے، اور یہ بظاہر اُس سے ٹکرانے کی اپنے اندر قوت نہیں رکھتے ہیں، تو یہ اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف چُھپ کر فتنہ اُٹھانے اور اُن کی بیخ کنی کے لئے ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہوجاتے ہیں۔ اور وہ اِس لئے بھی ایسا کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے بیچ اپنی جان اور مال و دولت پر مامون ہوکر زندگی گزار سکیں، چنانچہ یہ بظاہر اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دِن پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن باطن میں ان ساروں سے کوسوں دور اور ان کی تکذیب کرنے والے ہیں۔

اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کے مکر و دجل کے پردہ کو چاک کرتے ہوئے قرآن کریم میں ان کے سربستہ رازوں کو کھلم کھلا واضح کردیا، اور اپنے مومن بندوں کیلئے ان کے تمام اُمور اور معاملات کو روزروشن کی طرح عیاں کردیا، تاکہ وہ ان سے اور ان کی سازشوں سے بچے رہیں۔

اور اللہ رب العزت نے دنیا کی تین مشہور جماعتوں یعنی مومنین، کفار اور منافقین کو سورۃ البقرۃ کی ابتدا ہی میں ذکر فرمایا، چنانچہ مومنوں کے سلسلے میں چار آیتیں، اور کفار کے بارے میں دو آیتیں اور منافقین کے بارے میں تیرہ آیتیں ذکر فرمائیں، اور یہ اس لئے کہ ان کی تعداد بہت ہیں اور یہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے شدید آزمائش اور عظیم بلا ہیں۔

اور یہ حقیقت ہے کہ اسلام کو سب سے زیادہ بلائیں اور مصیبتیں انہی سے پہنچیں، کیوں کہ یہ اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس کے حمایتی و مددگار اور چاہنے والے بتلاتے ہیں، جبکہ یہ حقیقت میں اسلام کے بدترین دشمن ہیں جو اپنی دشمنی ہر صورت اور ہر حالت میں نکالتے رہتے ہیں، لیکن افسوس کہ نادان اور جاہل قسم کے لوگ اسے علم اور اصلاح کی چیز تصوّر کرتے ہیں، حالاں کہ یہ سڑی ہوئی جہالت اور بدترین فتنہ اور فساد ہے۔ (صفات المنافقین لابن القیم)

نفاق اعتقادی کی چھ قسمیں ہیں:

① رسول اکرم ﷺ کی تکذیب۔

② رسول اکرم ﷺ کی لائی ہوئی بعض چیزوں کی تکذیب۔

③ رسول اکرم ﷺ سے بُغض و عناد۔

④ رسول اکرم ﷺ جو لائے ان میں سے کچھ چیزوں سے بُغض و عناد اور نفرت۔

⑤ دین رسول اکرم ﷺ کی پستی اور انخفاض سے خوشی اور شادمانی محسوس کرنا۔

⑥ دین رسول اکرم ﷺ کے انتصار و غلبہ کو کراہت اور نفرت و غم کی نگاہ سے دیکھنا۔

نفاق کی دوسری قسم:

نفاق عملی: یعنی دل میں ایمان کی بقا اور اس کی سلامتی کیساتھ کوئی ایسا عمل کرنا جو منافقین کے اعمال میں سے ہیں۔ لیکن یہ قسم آدمی کو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کرتی ہے، البتہ اس کے لئے ذریعہ اور سبب بن جاتی ہے۔ اور اس عمل کی بنا پر اس میں ایمان کے ساتھ نفاق بھی ہو جاتا ہے، اور یہی نفاق جب زیادہ ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ سے پھر وہ خالص منافق ہو جاتا ہے۔ اس پر دلیل رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان مبارک:

«أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا ، إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ». [رواه البخاري ومسلم]

’’چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جن میں یہ پائی گئیں وہ خالص منافق ہو گیا،اور جس کے اندر ان چاروں میں سے ایک پائی گئی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے،(اور وہ چار خصلتیں یہ ہیں)جب اُسے امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے،اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے،اور جب عہد وپیمان کرے تو غدّاری کرے،اور جب لڑائی جھگڑا کرے تو گالی گلوچ بکے۔‘‘

چنانچہ جس میں یہ چاروں خصلتیں اکٹھا ہو گئیں بلاشبہ اس میں شر جمع ہو گیا اور منافقین کی جملہ صفات اس میں اکٹھی ہو گئیں۔اور اگر اس میں ایک خصلت ہے تو منافقین کی ایک خصلت پائی گئی۔

اور یہ اَمر واقعی ہے کہ کبھی کبھی بندہ میں خیر اور بھلائی کی خصلتیں اور شر وبُرائی کی صفات جمع ہو جاتی ہیں،اور ایسے ہی ایمان کی خوبیاں اور کفر ونفاق کی برائیاں بھی جمع ہو جاتی ہیں،لہذا جس قدر بندہ کے اندر ایمان کی خصلتیں اور کفر ونفاق کی خصلتیں پائی جائیں گی اُسی قدر وہ ثواب اور عقاب کا مستحق ہو گا۔

نیز مسجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی سے سستی اور کاہلی برتنا بھی منافقین کی صفتوں اور خصلتوں میں سے ہے۔اور نفاق اتنی بری اور خطرناک صفت ہے کہ اس میں واقع ہونے سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بہت گھبراتے تھے۔ابن ابو ملکیہ کہتے ہیں کہ:میں نے تیس اصحابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا کہ وہ سب کے سب اپنے نفسوں پر نفاق کے فتنہ سے گھبراتے اور خوف کھاتے تھے۔

نفاق اکبر اور نفاق اصغر کے درمیان مندرجہ ذیل فرق ہے:

① نفاقِ اکبر ملت یعنی دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے،اور نفاقِ اصغر ملت سے خارج نہیں کرتا ہے۔

② نفاقِ اکبر اعتقاد میں ظاہر وباطن میں کلّیۃً مختلف ہوتا ہے،جبکہ نفاقِ اصغر اعتقاد کے سوا صرف اعمال میں مختلف ہوتا ہے۔

③ نفاقِ اکبر مومن سے صادر نہیں ہوتا ہے،جبکہ نفاقِ اصغر کا وقوع کبھی کبھی مومن سے ہو جاتا ہے۔

④ نفاقِ اکبر والا شخص(منافق)شاذ ونادر ہی توبہ کرتا ہے،اور اگر کبھی اس نے توبہ کر بھی لی تو اس کی توبہ کی قبولیت

کے سلسلے میں حاکم کے نزدیک امر مختلف فیہ ہے۔اس کے برخلاف نفاقِ اصغر والا اگر اللہ تعالیٰ کی جانب میں توبہ کرتا ہے تو وہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

لیکن نفاقِ اکبر والوں کے سلسلے میں تو اللہ ربّ العزت نے بڑی وضاحت سے فرمادیا ہے:

﴿ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴾ [البقرة: ١٨]

''بہرے، گونگے، اندھے ہیں، پس وہ (دل سے اسلام کی طرف) نہیں لوٹتے۔''

نیز ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴾ [التوبة: ١٢٦]

''اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال ایک بار یا دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنسے رہتے ہیں پھر بھی نہ توبہ کرتے اور نہ نصیحت قبول کرتے ہیں۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فرمایا ہے کہ: ظاہر میں ان کی توبہ کی قبولیت کے سلسلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، کیوں کہ یہ ہمیشہ بظاہر اسلام کا اظہار کرتے ہیں، اس لئے اس کا معلوم کرنا بہت ہی مشکل ہے۔

بدعت

بدعت کی تعریف:

بدعت کی لغوی تعریف: بدعت بَدَعَ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں بغیر نمونہ سابق کے کوئی چیز بنانا،پیدا کرنا ،ایجاد کرنا،اسی سے ہے اللہ ربّ العزت کا قول:

﴿ بَدِيعُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ﴾ [البقرة: ۱۱۷]

''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی نمونہ سابق کے ابتداءً پیدا کیا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿ قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ ٱلرُّسُلِ ﴾ [الأحقاف: ۹]

''(اے نبی!) آپ کہہ دیجئے کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر تو نہیں۔''

یعنی میں کوئی پہلا شخص رسول تو نہیں کہ اللہ کا پیغام لیکر اس کے بندوں کے پاس پہلی مرتبہ آیا ہوں، بلکہ مجھ سے پہلے بہت سارے رسول آچکے ہیں۔

اور یہ جملہ کہا جاتا ہے کہ اِبْتَدَعَ فُلَانٌ بِدْعَةً یعنی اس نے ایسا طریقہ ایجاد کیا جو اس سے پہلے نہیں تھا۔

اِبتداع یعنی نئی ایجادات کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

اِبْتِدَاعٌ فِي الْعَادَاتِ: یعنی انسانی ضرورتوں کے اندر نئی ایجادات جیسے کہ موجودہ زمانہ میں وجود میں آنے والی نئی چیزیں، تو یہ ایجادات مباح اور جائز ہیں کیوں کہ عادات میں اصل مباح کا ہونا ہے۔

دوسری قسم:

اِبْتِدَاعٌ فِي الدِّينِ: یعنی دین میں نئی چیز کی ایجاد، یہ بالکل حرام ہے، کیوں کہ دین میں اصل توقیف ہے یعنی کتاب وسنت سے جو ثابت ہے اُسی پر اُمت کو چلنا ہے اور بس، فرمانِ رسول ﷺ ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ». [رواه البخاري ومسلم]

''جس نے ہمارے اس اَمر میں یعنی شریعت میں نئی چیز نکالی جو شریعت سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''

دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ». [رواه مسلم]

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہماری شریعت کی دلیل نہیں ہے تو ایسا عمل مردود ہے۔''

دین میں بدعت کی قسمیں: دین میں بدعت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

بِدْعَةٌ قَوْلِيَّةٌ اِعْتِقَادِيَّةٌ: یعنی ایسی بدعت جو اِعتقاداً کہی جاتی ہے۔ جیسے کہ جَہْمِیَّہ، مُعْتَزِلہ، رافضہ اور تمام دیگر گمراہ فرقوں کے مقالات اور ان کے اعتقادات کہ قرآن کے مخلوق ہونے کی نئی بات انہوں نے دین میں نکالی والعیاذ باللہ۔

نوٹ: حالاں کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس کی صفت ہے، مخلوق نہیں ہے، لہٰذا یہ فنا ہونے والا نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صادر ہوا ہے اور پھر اُسی کی طرف لوٹ جائے گا۔

دوسری قسم:

بِدْعَةٌ فِي الْعِبَادَاتِ: یعنی عبادتوں کے اندر نئی ایجادات، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایسے طریقے یا عبادت کی ایسی قسمیں نکالی جائیں جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مشروع یعنی ثابت نہیں ہیں۔

اِس کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

پہلی قسم: اصل عبادت کے اندر نئی ایجاد ہو، وہ اس طرح کہ رسمِ عبادت کوئی ایسی نکال لے جس پر شریعت کے اندر سرے سے کوئی اصل اور دلیل موجود ہی نہ ہو، جیسے کہ نماز کا کوئی طریقہ نکالے یا نئی نماز نکالے جو اصلاً غیر مشروع ہو، یا دین میں غیر مشروع عیدیں بنالیں، جیسے کہ پیدائش کی مناسبت سے عیدیں اور سال گرہ منانا وغیرہ۔

دوسری قسم: مشروع عبادتوں کے طریقوں میں زیادتی پیدا کر دینا، جیسے کہ نماز ظہر اور عصر میں پانچویں رکعت کا اضافہ کر دینا۔

تیسری قسم: عباداتِ مشروعہ کی ادائیگی کی صفت میں نیا انداز اور طریقہ نکال لے کہ اس عبادت کو غیر مشروع صفت اور طریقہ پر ادا کرے، اور وہ اس طرح کہ مشروع ذِکر واذکار کو ادا کرنے کیلئے اجتماعی شکل میں ترنّم اور لے وطن کے ساتھ ادا کرے، یا عبادتوں کے سلسلے میں اپنے نفس پر اس حد تک سختی کرے کہ وہ سنّت رسولِ اکرم ﷺ کے دائرے سے باہر نکل جائے۔

چوتھی قسم: عبادات مشروعہ کے لئے کسی وقت کا تعیین اور تخصیص کر لینا، جبکہ شارع نے اس کے لئے وقت کا تعین نہ کیا ہو، جیسے کہ پندرہویں شعبان کے دن ورات کو روزہ اور قیام اللیل کے لئے مخصوص کر لینا، حالاں کہ روزہ اور قیام اللیل مشروع ہیں لیکن ان کو کسی وقت کے ساتھ متعین کرنے کیلئے دلیل شرعی کی ضرورت ہے۔

بدعت کی جملہ تمام اقسام وانواع پر دین کا کیا حکم ہے؟

دین کے اندر ہر بدعت حرام اور ضلالت و گمراہی ہے۔ اس پر دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ قول مبارک ہے:

«وَإِيّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ». [رواه مسلم]

''تم اپنے آپ کو دین میں نئی چیزوں کے ایجاد کرنے سے بچاؤ، کیوں کہ ہر نئی چیز دین میں بدعت ہے، اور ہر قسم کی بدعت ضلالت اور گمراہی ہے۔''

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ». [رواه مسلم]

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہماری شریعت کی دلیل نہیں ہے تو ایسا عمل مردود ہے۔''

تو یہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دین کے اندر ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت ضلالت اور گمراہی ہے اور مردود بھی ہے۔ تو اس سے یہ معنٰی اور مطلب نکلا کہ عبادات اور اعتقادات میں کسی بھی قسم کی بدعت سراپا مُحرم ہے۔ لیکن تحریم یعنی حرام ہونے کا معاملہ بدعت کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف اور متفاوت ہے۔ پس ان میں سے بعض بدعتیں ایسی ہیں جو کُفر صریح ہیں جیسے کہ قبر والوں کی قربت حاصل کرنے کیلئے ان کی قبروں کا طواف کرنا، اور ان پر چڑھاوے، نذر ونیاز اور قربانیاں پیش کرنا، ان سے فریادیں کرنا اور انہیں پکارنا، اپنی مدد کے لئے انہیں

آوازیں دینا، ان کے سامنے اپنامُدّعا رکھنا، اس پر ان کی دادرسی چاہنا، اور اسی طرح جہمیّہ اور معتزلہ کے غُلو کرنے والوں کے اقوال۔

اور ان بدعتوں میں سے بعض ایسی ہیں جو شرک کے اسباب اور وسائل پیدا کردیتی ہیں، جیسے قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا، ان کے پاس نمازیں پڑھنا اور دعائیں کرنا۔

اور اِن میں سے بعض ایسی ہیں جو فِسق اعتقادی ہیں یعنی اعتقاد کو کمزور اور خراب کردیتی ہیں، جیسے کہ خوَارِج، قَدَرِیہ اور مرجئہ کی بدعتیں، کیوں کہ ان کے اقوال اور اعتقادات کے اندر جو شرعی دلیلوں کے بالکل خلاف ہیں۔

اور ان میں سے بعض بدعتیں معصیت اور گناہ ہیں، جیسے کہ ازدواجی زندگی سے بالکل الگ تھلگ اور دنیا سے بالکل کٹ کر رہنے، اور تپتی ہوئی سورج کی شعاعوں میں کھڑا رہ کر روزہ رکھنے کی بدعت، اور جماع یعنی ہم بستری کی شہوت سے قطع تعلق ہونے کے لئے بدھیا ہو جائے یعنی دونوں خُصیوں یا ایک خُصیہ کو نکال دینے کی بدعت وغیرہ "العیاذ باللہ "۔

تنبیہ:

جس نے بدعت کو بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کی تقسیم کی ہے وہ انسان خطاکار اور قولِ رسول ﷺ کا مخالف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ».

"پس جان لو کہ بیشک ہر بدعت ضلالت اور گمراہی ہے۔"

تو یہاں پر رسول اکرم ﷺ نے تمام اَقسام بدعت پر حکم لگایا ہے کہ وہ سب ضلالت ہیں، اور یہ شخص کہتا ہے کہ ہر بدعت ضلالت نہیں ہے بلکہ بعض بدعت بدعتِ حسنہ ہے۔

حافظ ابن رجب شرح الاربعین (چالیس حدیثوں کی شرح) میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا قول «فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ» "پس جان لو کہ بیشک ہر بدعت ضلالت اور گمراہی ہے۔" آپ ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے۔

جوامع الکلم یعنی کلام اور باتیں کم مگراس کے معانی بہت زیادہ، جیسے کہ کہتے ہیں کُوزہ میں سمندر کو بند کردیناکہ اس سے کوئی چیز باہر نکل ہی نہیں سکتی،اور یہ دین کہ اصولوں میں سے ایک عظیم اُصول ہے۔اور اسی کے مشابہ آپﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ». [رواه البخاري ومسلم]

’’جس نے ہمارے اس اَمر میں یعنی شریعت میں نئی چیز نکالی جو شریعت سے نہیں ہے تووہ مردود ہے۔‘‘

بدعتِ حسنہ کہنے والوں کے شبہات اوران کاازالہ:

① جماعت کے ساتھ صلاۃالتراویح پڑھتے دیکھ کر عمر بن خطابؓ نے فرمایاتھا: «نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ» یعنی یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔

جواب: «نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ» میں وارد بدعت سے مراد لغوی یعنی لفظی بدعت مراد ہے شرعی نہیں، کیوں کہ شریعت میں بدعت اُسے کہتے ہیں جس پر شرع کے اندر اس کے لئے کوئی اصل یادلیل موجود نہ ہو، جبکہ صلاۃالتراویح کااصل موجوداور نبی کریمﷺ سے ثابت ہے۔آپﷺ نے اپنے اصحاب کو چندراتوں تک پڑھائی تھیں،اور پھر اخیر میں پڑھانے سے رُک گئے،اِس ڈر سے کہ کہیں یہ اُن پر فرض نہ کردی جائے۔

② نیز یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ کچھ چیزیں نئی وجود میں آئیں مگر سَلَف رحمہم اللہ نے ان چیزوں کاانکار نہیں کیا، جیسے کہ ایک کتاب کے اندر قرآن کریم کاجمع کرنا،ورحدیثوں کو لکھنااور انہیں کتابی شکل میں مدوّن کرنا۔

جواب: قرآن کریم کاایک کتابی شکل میں جمع کرنا،اس کے لئے بھی شریعت میں اَصل اور دلیل موجود ہے، کیوں کہ نبی کریمﷺ قرآنِ کریم کو لکھنے کے لئے حکم فرماتے تھے،اور یہ قرآنِ کریم لکھاہوا تھا، لیکن متفرق شکل میں تھا ،توصحابہ کرامؓ نے اسے ایک مصحف کی شکل میں جمع کردیا،تاکہ یہ مکمل محفوظ ہوجائے۔

نیز حدیثِ رسول اکرمﷺ کے لکھنے کاثبوت بھی شریعت میں موجود ہے۔خود نبی کریمﷺ نے اپنے کچھ صحابہ کی فرمائش پران کے لئے حدیثیں لکھ کردینے کاحکم دیاتھا۔

آپ ﷺ کی زندگی میں بشکل عام احادیث کو لکھنے سے اس لئے روک دیا گیا تھا کہ اس بات کا خطرہ لاحق تھا کہ کہیں قرآن کے ساتھ یہ چیز خلط ملط نہ ہو جائے جو نصِ قرآن میں سے نہیں ہے۔اب جبکہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی تو یہ محذور اور مخلوط ہونے کا خطرہ کلیۃ ختم ہو گیا، کیونکہ قرآن آپ ﷺ کی وفات سے پہلے بالکل مکمل اور محفوظ ہو چکا تھا۔

اس لئے مسلمانوں نے اس کے بعد حدیث کو ضائع اور تلف ہونے سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کی تدوین کی۔یعنی انہیں کتابی شکل میں جمع کیا، اللہ تعالی انہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہترین بدلہ دے...آمین ! کہ انہوں نے اللہ کی کتاب کو اور سنتِ نبی کریم ﷺ کو ضائع اور برباد ہونے سے اور بد دینوں کی خواہشات کی نذر ہونے سے بچا لیا۔

عہدِ حاضر کی بدعتوں کی بعض جھلکیاں:

❶ شہر ربیع الاول میں مولدِ نبوی پر احتفال منعقد کرنا اور خوشیاں و جشن منانا۔

یہ حقیقت میں نصرانیوں کے اس عمل میں مشابہت ہے جسے وہ لوگ عیسی مسیح کی پیدائش پر جشن کے نام سے کچھ جاہل قسم کے مسلمان اور بعض علماء سوء مناتے ہیں۔ان میں سے کچھ لوگ یہ جشن مسجدوں میں منعقد کرتے ہیں اور کچھ گھروں میں اس کا اہتمام کرتے ہیں یا پھر ان جگھوں پر جو ان کیلئے باقاعدہ تیار اور منظم کی جاتی ہیں۔

اور جشن میلاد النبی ﷺ جہاں ایک طرف سراپا بدعت اور نصرانیوں سے کلیۃ مشابہت ہے، وہیں دوسرے ناحیہ سے اس میں شرکیات اور منکرات بھی بھری پڑی ہیں، جیسے کہ ایسے قصائد اور نعتیہ اشعار کا پڑھنا جس میں آپ ﷺ کی شان کے اندر اس قدر غلو ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بس آپ ﷺ ہی سے فریاد رسی اور ہر طرح کی مدد طلب کی جاتی ہے، جبکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی تعریف میں غلو اور حد سے تجاوز کرنے سے سخت روکا اور منع فرمایا ہے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«لاَ تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا: عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ». [أخرجه البخاري برقم ٦٨٣٠، والإمام أحمد، والحميدي، واللفظ له].

”تم لوگ میری تعریف و ستائش میں حد سے آگے تجاوز نہ کرو جس طرح نصاری لوگ مریم علیہا السلام کے بیٹے (عیسی علیہ السلام) کے بارے میں حد سے آگے بڑھ گئے، میں اس کا بندہ ہوں، پس تم کہو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول“۔

اور بسا اوقات تو یہ ایسا اعتقاد بھی کر بیٹھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کی مجلسوں اور احتفالات میں بہ نفس نفیس حاضر بھی ہوتے ہیں،"العیاذ باللہ "۔

نیز ان احتفالات اور مجالس کی منکرات میں سے یہ بھی ہے کہ یہ لوگ اجتماعی شکل میں ہم آہنگ ہو کر ترنّم ریز اشعار اور نغمے پڑھتے ہیں، اور طبلے وغیرہ بھی بجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں بدعتی صوفیوں کے ایجاد کردہ وظیفے اور اذکار بھی بھیجتے ہیں، اور کبھی کبھی ان مجالس میں مردوزن کا اختلاط بھی ہوتا ہے جو عظیم فتنے کا سبب بن جاتا ہے اور فحش وزناکاری جیسے بدترین اعمال وقوع پذیر ہو جاتے ہیں"العیاذ باللہ "۔

جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ یہ جشن میلاد النبی ﷺ بدعت ہے۔ اس لئے کہ اس پر کتاب وسنت اور سلف صالح رحمہم اللہ کے اعمال میں اور قرون مُفَضَّلہ (یعنی زمانہ رسالت سے ملے ہوئے بہترین زمانہ) کے اندر کوئی دلیل نہیں ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے بعد میں بہت تاخیر سے یہ چیز وجود میں آئی، جسے شیعہ فاطمیوں نے ایجاد کیا۔

شیخ الاِسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: اور اسی طرح سے وہ چیز جسے لوگوں نے ایجاد کر لیا ہے یا تو میلاد عیسیٰ کے سلسلے میں نصرانیوں کی مشابہت اپنائی گئی ہے، یا پھر نبی ﷺ کی محبت اور عظمت میں ایسا کام کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ کی تاریخ پیدائش کو عید بنا لیا گیا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش کی تعین میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور یہ جشن میلاد النبی ﷺ تو سلف صالح رحمہم اللہ نے کبھی منایا ہی نہیں۔ اور اگر اس میں عظیم چیز اور بھلائی ہوتی یا اس کو ترجیحی مقام حاصل ہوتا، تو ہم سے کہیں زیادہ بڑھ کر حقدار اس کے منانے کیلئے ہمارے سلف صالح ہوتے جو کہ نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت کرنے والے اور ہم سے کہیں زیادہ بڑھکر آپ ﷺ کی عظمت اور عزت واحترام کرنے والے تھے، اور اعمال خیر پر سب سے بڑھ کر حریص اور سبقت کرنے والے تھے۔

❷ عبادات کی حدود میں بدعتوں کو داخل کرنا اور اللہ کا تقرب چاہنا۔

عبادات اور تقرب اِلی اللہ کے طریقوں میں بدعتیں بہت ہیں، ان میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

① نماز کیلئے زبانی طور پر آواز کے ساتھ نیت کرنا، جیسے یہ کہے کہ میں نیت کرتا ہوں اللہ کے لئے نماز کی، فلاں وقت

میں، اور فلاں کے پیچھے وغیرہ وغیرہ، تو یہ چیز بدعت ہے کیوں کہ سنت نبوی سے یہ چیز ثابت نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ :

﴿ قُلۡ أَتُعَلِّمُونَ ٱللَّهَ بِدِينِكُمۡ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۚ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٞ ﴾ [الحجرات: ١٦]

"(اے نبی) ! آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو اپنی دینداری سے آگاہ کر رہے ہو، اللہ ہر اس چیز سے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے بخوبی آگاہ ہے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔"

تو کیا تمہارے دلوں کی کیفیت پر یا تمہارے ایمان کی حقیقت سے وہ آگاہ نہیں ؟ نیت کی اصل جگہ دل ہے، اور نیت قلبی عمل ہے، زبانی اور لِسانی عمل نہیں ہے۔

② انہیں بدعتوں میں سے فرائض کے بعد اجتماعی شکل میں ذِکر واذکار اور تسبیح کا کرنا ہے۔ حالانکہ مشروع یہ ہے کہ ہر شخص تن تنہا یعنی فرداً فرداً اپنا ذِکر واذکار کرے جیسا کہ شریعت میں مشروع ذِکر واذکار وارد ہیں۔

③ اور انہیں بدعتوں میں سے مناسبات کے اندر یعنی کسی رسم ورواج کی محفل وغیرہ میں سورۃ الفاتحہ کی خاص کر تلاوت کروانی ہے، اور دعاؤں کے اختِتام پر خاص کر اس کو پڑھنا، اور مردوں کی بخشش کے لئے اس کی تلاوت کرنی وغیرہ ہے۔

④ اور انہیں بدعتوں میں سے مردوں کے لئے ماتم کی مجلس کا انعقاد کرنا، ان کے حق میں ایصال ثواب کے لئے کھانوں کا بندوبست کرنا، اُجرت پر قاریوں کو تلاوت قرآن کے لئے مدعو کرنا، یہ سب کچھ وہ لوگ یہ سوچ کر اور اس یقین کے ساتھ کرتے ہیں کہ یہ بھی تعزیت اور میت کے گھر والوں کے لئے غم خواری کا ایک طریقہ ہے، یا یہ کہ میت کو اس کا ثواب ملے گا۔ حالانکہ یہ سب کچھ بدعت ہے جس پر شریعت میں کوئی دلیل اور اصل نہیں، بلکہ یہ سراپا گناہ اور دین میں غُلو کرنا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت اور دلیل وبُرہان نہیں اُتاری ہے۔

⑤ اور انہیں بدعتوں میں سے دینی مناسبات پر احتفال اور مجلس منعقد کرنا ہے، جیسے کہ اِسراء اور معراج کی مناسبت اور

ہجرتِ نبویَّہ کی مناسبت سے جشن خوشی منانا، جبکہ ان مناسبات پر احتفال اور جشن خوشی منانے کی شریعت میں کہیں دلیل موجود نہیں ہے۔

⑥ انہیں بدعات میں ماہِ رجب میں کئے جانے والے اُمور ہیں، جیسے کہ رجبی مہینہ کا عمرہ، اور وہ عبادتیں جو اس مہینہ میں کرنے کے لئے خاص کرر کھی ہیں، جیسے کہ نفلی نمازیں پڑھنا، اور روزے رکھنا۔ حالانکہ اس مہینہ کی دیگر مہینوں کے اُوپر کہیں بھی شریعت میں افضلیت اور برتری ثابت نہیں ہیں۔ نہ تو عمرہ کیلئے، نہ روزوں کیلئے، اور نہ نفلی نمازوں کیلئے، اور نہ قربانی کیلئے، اور نہ ہی کسی دین شرعی عبادت کیلئے کوئی ثبوت موجود ہے۔

⑦ انہیں بدعتوں میں سے پندرہویں شعبان کی رات کو قیام کیلئے خاص کرنا ہے اور اس کے دن کو روزے کے لئے مخصوص کرنا ہے، حالانکہ اس کی تخصیص پر نبی اکرم ﷺ سے کوئی چیز سندِ صحیح کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔

⑧ نیز انہیں بدعتوں میں سے قبروں پر قبّوں اور مکانوں کی تعمیر بھی ہے۔ اور انہیں مسجدیں بنالینا بھی، اور تبرّک کیلئے، مردوں سے وسیلہ اور ان کا تقرب حاصل کرنے کیلئے اور دیگر شرکیہ اغراض ومقاصد کیلئے ان کی قبروں کو زیارت گاہیں بنالینا بھی ہے۔

⑨ اور انہیں بدعتوں میں سے عورتوں کا ان کے مرقد پر زیارت کیلئے آنا بھی ہے۔ حالانکہ رسولِ کرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر جنہوں نے قبروں کو مسجدیں بنالیں ہیں اور اس پر چراغاں کرتے ہیں لعنت بھیجی ہے۔

آخری بات:

ہم یہ کہیں گے کہ ہر قِسم کی بدعت حقیقت میں کُفر کی ڈاک ہے، اور یہ دین میں ایسی زیادتی ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع ہی نہیں کیا ہے۔ اور بدعت حقیقت میں گناہِ کبیرہ سے بھی بدترین ہے، اور شیطانِ لعین گناہِ کبیرہ کے کرنے والے پر خوش ہونے کی بہ نسبت بدعت کے کرنے والے پر کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے۔ کیوں کہ ایک

گنہگار جب کوئی معصیت اور گناہ کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہ گناہ ہے تو پھر وہ اس سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کرتا ہے۔

لیکن ایک مُبتدِع جب کوئی بدعت کرتا ہے تو وہ اس اعتقاد کیساتھ کرتا ہے کہ یہ دین ہے جس کے ذریعہ وہ اللہ کا تقرب چاہتا ہے پھر وہ توبہ نہیں کرتا ہے۔

اور یہ بدعتیں سُنتوں کے اوپر قدغن لگاتی ہیں اور اسے مٹاتی ہیں، اور بدعت کرنیوالوں کے دل ودماغ اور نگاہ میں سنتوں پر عمل کرنے کو اور اس پر چلنے والوں کو معیوب اور حقارت آمیز بناتی ہیں۔

اور حقانیت یہ ہے کہ یہ بدعتیں اللہ ربُّ العزت سے بندہ کو دور کر دیتی ہیں اور اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کے غضب و عقاب کو واجب کر دیتی ہیں، اور دلوں میں زیغ والحاد اور بے دینی اور اس کے فساد و بربادی کا سبب بن جاتی ہیں۔